متعدد اراکین: بہت اچھے، بہت اچھے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: جناب اسپیکر! اس ضمن میں مَیں آگے عرض کروں گا کہ یہ سُنتِ الٰہی ہے کہ نبی کتاب لے کر آتا ہے۔ نبی پیدائشی نبی ہوتا ہے۔ یہاں ایک سوال پوچھتا ہوں ان دوستوں سے جو کہتے ہیں، نعوذ باللہ، جو کہتے ہیں رسالتِ مآب ﷺ چالیس برس تک، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نبی نہیں تھے، حالانکہ حدیث شریف ہے انا اول العابدین میں سب سے پہلا عبادت گزار ہوں۔ یہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ کیسے عبادت گزار ہوں۔ جناب اسپیکر! قرآن کی طرف آیئے۔ پہاڑ عبادت کرتے ہیں، درخت عبادت کرتے ہیں، کائنات عبادت کرتی ہے۔ تو اوّل العابدین کا مطلب یہ ہوا کہ رسالت مآب نے اس وقت بھی عبادت کی جب کوئی موجودات موجود نہ تھی۔ نبی اس وقت نبی ہوتا ہے جب موجودات نہیں ہوتی۔ ایک قدم آگے بڑھنا چاہتا ہوں

[At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was accupied by Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali).]

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: اجازت ہے جناب!

جناب اسپیکر! جناب ابراہیمؑ کے ذکر میں ارشاد خداوندی سُنیے: تو ہم نے انھیں اسحاق اور یعقوب عطا کیا، اور ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا، اور ان سب کو اپنی رحمت عطا کی۔ جناب موسیٰ علیہ السلام سے ایک ہی قانونِ قدرت چلا آ رہا ہے۔ قانونِ خداوندی ایک ہے۔ جناب موسیٰؑ کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے: اور ہم نے اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو نبی کی حیثیت عطا کی۔ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا کیے اور ہر ایک کو ہم نے صالح بنایا۔ اور لوط علیہ السلام کو ہم نے علم اور حکمت دی۔ اور ہم نے داوٗد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں کو تابع کر دیا تھا، اور پرندے ان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے۔ اسمٰعیل علیہ السلام، ادریس علیہ السلام اور ذوالکفل کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا۔ بے شک وہ بڑے صالح لوگوں میں سے تھے۔

جناب اسپیکر! اسی طرح سورۂ احزاب میں یہ بات نوشتۂ الٰہی میں لکھی جا چکی تھی: اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے تمام پیغمبروں یعنی نبیوں سے عہد لیا، اور آپ سے بھی۔ نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰ ابنِ مریم سے بھی، اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا، میثاقِ غلیظ لیا، تاکہ ان سچوں سے ان کے سچ کی بابت سوال کیا جائے۔ جناب اسپیکر! قرآن کی رُو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی روز ازل پیدا ہوتے ہیں، نبی روز ازل بنائے جاتے ہیں، نبی عالم ارواح میں بنائے جاتے ہیں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: پوائنٹ آف آرڈر، جناب! یہ بار بار ''جناب اسپیکر! جناب اسپیکر! جنابِ اسپیکر!'' فرما رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس وقت ''جناب چیئرمین'' زیادہ مناسب ہوگا۔

متعدد اراکین: سُنا نہیں گیا۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: میں کہہ رہا ہوں کہ بار بار، ہمارے بخاری صاحب ''جناب اسپیکر! جناب اسپیکر'' فرما رہے ہیں۔ ان کو یہ فرمانا چاہیے کہ ''جناب چیئرمین''۔ یہ مناسب ہے۔ ویسے یہ اسپیکر ہیں لیکن اس وقت ''چیئرمین'' ہیں۔ اور ویسے بھی ''جناب چیئرمین'' کہنا مناسب ہے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: مہربانی۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں۔ سورۂ شوریٰ میں ارشادِ خداوندی ہے: اللہ نے تمھارے لیے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوحؑ کو حکم دیا تھا، اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کیا ہے، جس کا ہم نے ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ کو بھی حکم دیا تھا، یعنی کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا اور اس کے بعد سورۂ آلِ عمران میں ہے: ہم نے فضیلت دی آل ابراہیم اور آل عمران کو جہانوں پر۔

حضور والا! یہ قاعدہ ہے، یہ وہ طریقہ ہے، یہ سنت الٰہی ہے۔ خاندان کبھی مجہول نہیں ہوتا پیغمبر کا۔ نسب کبھی پیغمبر کا مجہول نہیں ہوتا۔ جن مجہول النسب لوگوں نے اس

کے بعد جھوٹی نبوت کے دعوے کیے، یہ دلیل ہے ان کے جھوٹے ہونے کی۔ میں ایک بات یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں، جناب! اگر ہم یہ تسلیم کریں ایک لحہ کے لیے بھی، جہالت کسی لمحے پر وارد ہوتی ہے، تو جناب! جہالت ظلم ہے، اور کوئی نبی ظلم کا ارتکاب نہیں کرسکتا، کیونکہ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ میرا عہد ظالمین کو نہیں پہنچا، بالکل نہیں پہنچ سکتا۔ یہ تو ' دوانعام ہیں۔ عہد اور انعام ایک ہی چیز ہے۔ انعام کا عہد ہے۔ یہ ظالمین کو پہنچ نہیں سکتا۔ نبی نہ جھوٹ بول سکتا ہے، نہ ہی مجہول ہوسکتا ہے، نہ نبی فاتر العقل ہوسکتا ہے، نہ نبی اپنے مقام سے گم کردہ راہ ہوسکتا ہے، نہ نبی کوئی گناہ کرسکتا ہے، بڑا یا چھوٹا۔ اس لیے جناب! کیونکہ اگر نبی یہ کرے گا تو کسی کو ہدایت کیوں کر دے گا۔

خضر کیوں کر بتائے راہ اگر
ماہی کہے دریا کہاں ہے

اگر نبی کہے ہدایت کہاں ہے، فلاں وقت ہدایت کے بغیر تھا، فلاں وقت میری ہدایت سمیت ہے، یہ بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔

چمک سورج میں کیا باقی رہے گی
اگر بیزار ہو اپنی کرن سے

نبی کبھی اپنی کرن سے بیزار نہیں ہوتا۔ وہ نورِ خداوندی کا امین ہوتا ہے۔ وہ آئینہ کمالات خداوندی ہوتا ہے۔ حضور والا! اب ہم بات کرتے ہیں اپنے آقائے کائنات جناب سرور رسالت مآب ﷺ کی۔

حُسنِ یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

نبوت جناب والا! کسبی شے نہیں ہے، یہ واہبی چیز ہے۔ یہ عنایت ہوتی ہے، یہ میدان گھوڑ دوڑ کی دوڑ میں جیتی نہیں جاتی۔ خدانخواستہ، نعوذ باللہ، خاکم بدہن، یہ ریس کا کپ نہیں ہے جسے مرزا صاحب کی طرح جیت لیں۔ یہ جیتی نہیں جا سکتی، یہ عطا ہوتی ہے۔

جناب والا! اسی ضمن میں ایک میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا واضح کیا گیا۔ مہدی کا جھگڑا ہے۔ میں اپنی بات کو اجمالاً ختم کرنا چاہتا ہوں۔ بحث بڑی طویل ہو جائے گی۔ اتنا کچھ آثار مہدی میں اور کتابوں میں، جو کتابیں آج بھی ہمیں روشنی دے رہی ہیں۔ سواد اعظم کی متفقہ کتابیں، ان میں حضور والا! بالکل واضح طور پر مہدی کے خواص لکھے ہیں اور ان میں ان کی صرف ایک خاصیت بیان کرنا چاہتا ہوں اور اس پر میں اپنی بحث کا انجام کرنا چاہتا ہوں۔ ابو داؤد اُمّ سلمہؓ کی روایت ہے کہ مہدی اولادِ فاطمہ سے ہو گا اور حضور پاک کی عترت میں سے ہو گا۔ ایک بڑی مُستند کتاب جس کا میں نے نام لیا ہے، عبداللہ ابنِ مسعود، دریائے علم۔ ترمذی میں اور ابو داؤد میں روایت ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں کہ مہدی میرا ہم نام ہو گا اور تحقیق وہ میری عترت میں سے ہو گا، وہ میری آل میں سے ہو گا۔ جب وہ آئے گا زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس کے بعد پھر ابی اسحاق کی روایت ہے: تحقیق مہدی اولدِ فاطمہ میں سے ہو گا اور اخلاق و عادات اور صورت میں حضور پاک ﷺ کے مشابہ ہو گا۔ جناب والا! اس قسم کے بے شمار حوالے موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی بھی مجہول النسب نہیں ہو گا، چہ جائیکہ ایک آدمی آج تک اپنا خاندان نہیں ثابت کر سکا کہ وہ فارسی ہے، ایرانی ہے، ترک ہے یا منگول ہے۔ کہاں سے ٹپکے، کہاں سے آئے۔ کس سیارے سے ان کو کس راکٹ میں بٹھا کر یہاں پر لے آئے۔ اِن کو اپنا علم نہیں ہے، دوسروں کو ان کا علم کیا بتائیں گے۔

جناب والا! یہاں پر میں ایک حدیث پیش کرنا چاہتا ہوں جو تمام جھگڑوں کو بڑی واضح کر دیتی ہے۔ میں اس حدیث کے حوالہ جات بھی لے آیا ہوں۔ اگر علماء اِکرام ان حوالہ جات کو دیکھنا چاہتے ہیں تو میں انشاء اللہ ان کو بھی دے دوں گا۔ اسمبلی کو پیش کر دوں گا۔ حوالے بڑے لمبے ہیں۔ ممکن نہیں ہے کہ میں ان سب کو یہاں دھرا سکوں۔

حدیثِ ثقلین یہ ہے، اس کے بے شمار راوی ہیں۔ اس کو تقریباً چار سو صحابہؓ نے روایت کیا ہے۔ سوادِ اعظم کی تقریباً ساڑھے سات سو ایسی کتابوں میں اس حدیث کا ذکر ہے۔ یہ تواترِ در سے بھی نکل چکی ہے۔ غالباً اتنی مُستند اور اتنی ثقہ حدیث بہت کم نظروں سے گزری ہو گی۔ ان تمام لوگوں نے جنھوں نے اس کو مروی کیا ہے، جنابِ علیؓ، دو، تین، چار، سن ھجری سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں حدیث کا ترجمہ کرتا ہوں: میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا رہوں، یعنی کتاب اللہ اور اپنی آل، عترت، اور اپنے اہل بیت۔ اگر ان سے تمسک کرو گے تو قیامت تک گمراہ نہیں ہو گے۔ بے شک یہ دونوں اکٹھے رہیں گے، حتیٰ کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس اکٹھے وارد ہوں۔ حضور والا! جیسا کہ میں نے پہلے حوالوں سے پڑھا ہے کہ مہدی عترت رسول میں سے ہو گا۔ یہ حدیث ثقلین عترتِ رسول کو واضح کرتی ہے۔

میں بات مختصر کرتے ہوئے دو چار حوالے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا اور یہ سوال پوچھوں گا کہ اگر عترتِ رسول ﷺ میں سے نہیں تھے، اگر مجہول النسب تھے تو ان کی نبوت کی وہ بنیاد ہی............

Mr. Chirman: Short Break for fifteen minutes for tea. We will reassemble at 12:15 p.m.

The Special Committee adjourned for tea break to reassemble at 12:15 p.m.

The Special Committee reassembled after tea break, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair

---

جناب چیئرمین: ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری!

خون کا رشتہ جوڑنے کے لیے انھوں نے الہام کا سہارا لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ منگول نسل تھی، یہ تاتار کی نسل تھی، یہ صحرائے گوبی کے لوٹ مار کرنے والوں کی نسل تھی، یہ آوارہ ترکوں کی نسل تھی۔ یہ بالکل نہ پارسی المنسب تھے نہ یہ عربی النسل تھے۔ یہ جانتے تھے کہ میں خاندان سادات میں سے نہیں ہوں، میں خون بنو فاطمہ نہیں ہوں۔ اس لیے انھوں نے بڑے الہامات کا سہارا لیا۔

اب ذرا ان کے خرافات سنیے جن پر میں اپنی تمام بحث کا دار و مدار کر رہا ہوں۔ فرماتے ہیں حضرت مسیح موعود کا ذہنی ارتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا کیونکہ اس زمانے میں بہت ترقی ہوئی اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی۔ اس کے بعد فرماتے ہیں یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے، حتیٰ کہ حضور پاک ﷺ سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے۔ یہ ہے ڈائری خلیفہ قادیان، الفضل، 17/جولائی، 1922ء۔ اور اس کے بعد فرماتے ہیں ظلی نبوت کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو کھڑا کیا بلکہ بعض حسنات میں اور بھی آگے بڑھا دیا۔ کلمہ حق مصنفہ محمود احمد خلیفہ قادیان۔

جناب اسپیکر! میں اس بحث میں نہیں پڑوں گا کہ بروزی نبی کیا ہے اور ظلی نبی کیا ہے، اور اس کا سایہ کیا چیز ہے۔ میں تو ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ انھوں نے اپنی نبوت کا دار و مدار تمام تر اس بات پر رکھا ہے کہ ہر انسان، ہر خاطی اور ہر ناقص اور ہر مجہول العقل انسان جب چاہے جس وقت چاہے، اپنے زہد، اپنے علم، جو کہ بڑا محدود ہے، اس کی بنا پر ترقی کر سکتا ہے، ترقی کرتا کرتا مجدد بن سکتا ہے، محدث بن سکتا ہے۔ مولوی تو خیر ہر کوئی بن سکتا ہے۔ وہ محدث جو حدیث نہیں بلکہ کلمات الٰہیہ سے سرفراز ہوتا ہے وہ بھی بن سکتا ہے۔ قطب بن سکتا ہے، غوث بن سکتا ہے، ابدال بن سکتا ہے۔ یہ خود ان کی اپنی

کوشش تھی۔ ٹھیک۔ جناب! اس کے بعد فرماتے ہیں بڑھتے بڑھتے ترقی کرتے کرتے وہ انبیاء علیہ السلام میں قدم بھی رکھ سکتا ہے، مسیح موعود بھی بن سکتا ہے اور اس کے بعد آگے بڑھ کر وہ انبیاء سے آگے بھی بڑھ سکتا ہے، حتیٰ کہ شان رسالت خاتم النبیین سے دو چار، دس قدم بہت آگے جا سکتا ہے۔ حضور والا! قرآن کی رُو سے یہ ایک فاتر العقل انسان کا عقیدہ ہے۔ قرآن اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس لیے قرآن کریم میں ایک آیت ہے جس کا میں ترجمہ کروں گا، اور مولانا ہزاروی صاحب مجھے معافی دیں گے اگر کہیں میں لغزش کر جاؤں۔ میں مفہوم بتاتا ہوں کہ ہم نے میثاقِ ازل لیا انبیاء کی ارواح سے۔ اور اے پیغمبر ﷺ! ہم نے آپ کو ان پر شاہد مقرر کیا، ان پر گواہ مقرر کیا۔ اس کے لیے جو قرآن میں الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ میثاقِ غیظ ہے۔ ہم نے بڑا زبردست عہد لیا۔ حضور مرزا صاحب! آپ کی روح پُرفتن سے پوری معافی مانگتے ہوئے یہ کہوں گا کہ آپ اس مثیاق میں شریک تھے۔ کیا خداوند کریم کے عہد ایسے ہوتے ہیں کہ مجہول ہو جاتا ہے؟ وعدہ لیا خداوند کریم نے وعدہ لینے والا۔ جناب اسپیکر! خداوند کریم کو وعدہ دینے والی ارواحِ مقدسہ سے پیمانِ ازل ہوا جب مخلوقات کی بھی پیدائش نہیں ہوئی۔ ابھی آدم آب وطین کی کیفیت میں ہے، مٹی اور پانی کی کیفیت میں ہے، اس وقت وعدہ لیا جا رہا ہے۔ کون رہا ہے قسّامِ ازل، معیشت کو پیدا کرنے والا، پروردگار، سبّوح و قدوس، خدائے حمید و لایزال، وعدہ لینے والا، وہ دینے والا، روحیں گواہ، حضور رسالت مآب ﷺ۔ یہ مجہول کہاں سے ٹپک پڑے کہ جن کو چالیس، پینتالیس اور پچاس برس تک یہ بھی خبر نہیں کہ ان کا مقام کیا ہے۔ یہ مقامِ انسانیت میں بھی ہیں یا نہیں، ان کو یہ بھی خبر نہیں تھی۔ کہاں تھے یہ میثاق کے وقت یا کہہ دیجیے کہ قرآن غلط۔ کہہ دیجیے یہ لوگ مُفتری۔

ہم آگے بڑھتے ہیں کہ انبیاء کے تعین میں اور انبیاء کی بعثت میں اللہ کریم کا طریقہ کیا ہے۔ اور بالکل یہ بھی قرآن کا فرمان ہے کہ اللہ کریم اپنی سُنت کو تبدیل نہیں

کرتا۔ جناب اسپیکر! اللہ کریم کی سُنت میں تغیر و تبدل نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، اس لیے کہ **ان الله لا يخلفِ الميعاد** ۔ اللہ اپنے وعدوں کی بھی مخالفت نہیں کرتا، خلاف وعدہ کبھی نہیں کرتے۔ آیئے! ہم کتاب ربانی اور اس کے آئینہ کمالات میں اسی کا جائزہ لیں۔ سورہ مریم میں ہم دیکھیں کیسے پیغمبر آتے ہیں، پیغمبروں کا ذہن کیا ہوتا ہے، پیغمبروں کی نفسیات کیا ہوتی ہے، پیغمبر دعا کیسے مانگتے ہیں، پیغمبروں کے وعدے کیسے ہوتے ہیں، پیغمبر مبعوث کیسے ہوتے ہیں۔ کیوں نہیں ہم قرآن کو دیکھتے ہیں۔ کتاب موجود ہے۔ سنیئے سورہ مریم۔ میں صرف ترجمہ پڑھوں گا۔ جناب ذکریا نے دعا مانگی کہ پروردگار مجھے اپنے پاس سے وارث دے جو میرا بھی وارث بنے اور اولادِ یعقوب کا وارث بنے۔ جناب محترمہ! یہ ہے کہ پیغمبر مستقبل کی طرف دیکھتے ہیں، آنے والی نسلوں پر ان کی نظر ہوتی ہے اور وہ واضح ہوتے ہیں۔ نہ وہ مجہول العقل ہوتے ہیں، نہ مُبہم ہوتے ہیں، نہ ان کا ذہن دھندلایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ تو خداوند کریم کے نور سے روشن ہوتا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل، یہ کیفیات پیغمبروں کے سامنے ایک ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور اس طرح ہے جس طرح درہم ہتھیلی پر ہوتا ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں اے ذکریا! ہم تمھیں بشارت دیتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہوگا، اور ہم نے اس سے قبل کسی کو اس کا ہم نام نہیں بتایا۔ ذرا التزام نبوت دیکھیے۔ نام حافظِ آدم سے، آدمی کی نسل سے نام کو قدرت نے چھپا لیا کہ ایک اپنے نبی کو میں نے یہ نام دینا ہے۔ یہ قرآن فرما رہا ہے۔ اے پروردگار! جناب ذکریا فرماتے ہیں کہ میرے لڑکا کیسے ہوگا درآں حالیکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا پر ہوں۔ فرمایا اس طرح کہ تمھارے پرورگار کے لیے یہ آسان ہے۔ اے یحییٰ! کتاب کو مضبوط پکڑو۔ اور ہم نے ان کو لڑکپن میں ہی سمجھ دے رکھی تھی۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر بچپن میں ہی سمجھ لے کر آتا ہے۔ پچاس برس تک مجہول نہیں رہتا، پچاس برس تک اپنے مقام سے غافل نہیں رہتا۔ اور خاص آگے فرماتے ہیں

کتاب خدا خاص اپنے پاس سے رقتِ قلب اور پاکیزگی عطا کی، اور جناب یحییٰ بڑے پرہیزگار تھے اور نیکی کرنے والے تھے اپنے والدین کے ساتھ، اور سرکش اور نافرمان نہ تھے۔ آگے سنیے، جناب اسپیکر! قرآن کی زبان میں پیغمبر کا کیا مقام ہے۔ ابھی یحییٰ پیدا نہیں ہوئے اور کلام ربانی کیا آ رہا ہے۔ انھیں سلام پہنچے جس دن کہ وہ پیدا ہوں اور جس دن کہ وہ وفات پائیں گے اور جس دن کہ وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔ کائنات، خلقِ کائنات بعثتِ پیغمبر کو سلام دیتی ہے، اس کے مولود پر بھی اور اس کے دنیا سے رخصت ہونے پر بھی۔ اب ذرا جناب اسپیکر! اندازہ کیجیے کہ جناب ذکریا علیہ السلام مانگ کر بڑھاپے میں بچہ لیتے ہیں۔ ایک فارق عادت طریقے سے بچہ آتا ہے۔ کیوں آتا ہے فارق عادت طریقہ سے؟ کیا دنیا میں کوئی اور نہیں تھا جو پہلے مولوی بنتا، محدث بنتا، مجدد بنتا، فقیہہ بنتا۔ ترقی کرتا، نبوت پا لیتا۔ کیا کوئی دعا مانگنے والا روئے ارض پر باقی نہ تھا؟ جناب اسپیکر! میری اس بحث کو تقویت پہنچتی ہے۔ فطرت نسب کی حفاظت کرتی ہے۔ پیغمبر بغیر نسب کے التزام کے آ ہی نہیں سکتا۔

اب ذرا التزام قدرت ملاحظہ فرمایے۔ جناب مریم کے تقدس کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ قرآن حکیم میں سورۂ مریم میں ارشاد ہے کہ فرشتہ مریم مقدس کے سامنے ظاہر ہوا اور کہا میں پروردگار کا ایلچی ہوں تا کہ تمھیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔ وہ بولی میرے لڑکا کیسے ہوگا درآں حالیکہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا ہے، اور نہ میں بدچلن ہوں۔ فرشتہ کہتا ہے جناب اسپیکر! کہا یونہی ہوگا، تمھارے پروردگار نے کہا ہے کہ یہ میرے لیے آسان ہے تا کہ ہم اسے لوگوں کے لیے نشان بنا دیں، اور اپنی طرف سے سببِ رحمت، اور یہ ایک بات طے شدہ ہے۔ اور جناب سپیکر! آگے کتاب خدا تعالیٰ ارشاد فرماتی ہے، یہ قرآن کریم کا ترجمہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا ہے، اور پھر وہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں اور وہ لوگ بولے

اے مریم! تو نے بڑے غضب کی حرکت کی۔ اے ہارون کی بہن! نہ تمھارے والد ہی بُرے آدمی تھے اور نہ تمھاری ماں ہی بدکار تھی۔ اس پر مریم نے اس بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ جناب اسپیکر! اب وہ بچہ بولتا ہے۔ میں اپنی بحث کو اس نکتہ کی طرف لانا چاہتا تھا کہ ماں کی گود یا پنگھوڑے میں بچہ کیسے بولتا ہے۔ بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ جناب عیسیٰ بولے اپنے پنگھوڑے سے۔ نہیں، پہلے وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم اس بچے سے کیسے بات چیت کریں جو ابھی گہوارہ میں پڑا ہوا نومولود بچہ ہے۔ اس پر جناب عیسیٰؑ بولے میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور اس نے مجھے نبی بنایا اور اس نے مجھے بابرکت بنایا جہاں کہیں بھی ہوں، اور اسی نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا، جب تک میں زندہ رہوں، مجھے سرکش و بدبخت نہیں بنایا۔ اور میرے اوپر سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

جناب اسپیکر! یہ آیات غور و فکر کے لیے ہیں۔ قرآن کریم دعوت فکر دیتا ہے، دعوتِ تفکر دیتا ہے قرآن کریم ہر قدم پر۔ بتائیے کہ قدرت کو کیا ضرورت تھی، خالقِ فطرت کو کہ پنگھوڑے میں بچے کی گفتگو کا انتظام کرے۔ ماں جواب نہ دے اور بچہ جواب دے۔ حضور والا! ظاہر ہوتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے، فرما رہے ہیں کہ کتاب لے کر آیا ہوں، رسالت لے کر آیا ہوں۔ معلوم ہوا نبی جب پیدا ہوتا ہے رسالت سے سرفراز ہوتا ہے، وہ جہالت کی ٹھوکریں کھانے کے لیے نہیں ہوتا۔ قسامِ ازل تقدیر ازلی، قاضیٔ تقدیر اس کو ماں کے پیٹ سے بلکہ روز ازل سے اس کو نبوت سے سرفراز کر کے بھیجتے ہیں۔ یہ رُوحیں ہی اور ہیں، یہ اجناس ہی اور ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو سیڑھیاں چڑھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو مدرسوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو پندرہ روپے کی کلرکی سے ڈسمس ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو قیصرائے ہند کو لکھتے ہیں ''اے میرے جان و مال کی مالک''۔ یہ وہ لوگ نہیں جو غیروں کے وظیفوں پر پلتے ہیں۔ پیغمبر کو پالنے والا خداوند کریم ہے۔ اس کی حفاظت مشیت خود کرتی ہے۔

مسولینی سے زیادہ سختی کر کے تمام لوگوں کو اپنے عقائد پر لے آتے۔ یہ واضح طور پر انھوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور وہ اس پر کاربند ہیں۔ اب آپ یہ سوچ لیں کہ ہم نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں یہ کہا ہے کہ کوئی مسلمان ہو یا کافر ہو، ہندو ہو، سکھ ہو، عیسائی ہو یا کسی مذہب سے بھی تعلق رکھتا ہو، اُس پر جبر نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی قرآن وسنت ہمیں جبر کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ تبلیغ کی اجازت ہے کہ تبلیغ کرو اور لوگوں کو سمجھاؤ۔ اگر وہ ان عقائد پر آ جائیں تو صحیح ہے۔ مگر اس جماعت کا جس کا ایمان اس چیز پر ہے کہ اگر وہ اقتدار میں آتے تو لوگوں کو جبراً اپنے عقائد پر لائیں گے، وہ اسمبلی میں آتے ہیں اور اس کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ ہم سیاسی جماعت نہیں، ہم تو ایک دینی فرقہ ہیں۔ ہمارا تو مذہب سے تعلق ہے، سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ صورت میں اس فتنے کو روکنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ اس جماعت کو سیاسی جماعت declare کیا جائے، اس کو بین کیا جائے اور اس کا لٹریچر confiscate کیا جائے، کیونکہ ایک سیاسی جماعت جو اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے دین کو استعمال کر رہی ہے اور دین میں رخنہ ڈالنے کی کوششیں کر رہی ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دے رہی ہے، ان کو خالی کافر قرار دینے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا کیونکہ وہ پھر اسی طرح اپنے مقاصد حاصل کرنے کی پوری کوششیں کرتے رہیں گے۔

ایک چیز جو میں سمجھتا ہوں وہ واضح طور پر ہماری اسپیشل کمیٹی کے سامنے آئی ہے کہ اس وقت وہ باہر جا کر بڑا غلط قسم کا پراپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ چیئرمین صاحب جن چیزوں کا فیصلہ کریں وہ فوری طور پر فیصلہ کرنے کے بعد پبلیش کی جائیں تاکہ انھوں نے یہاں جو جواب دیئے ہیں اور جن چیزوں میں وہ واضح طور پر جھوٹے ثابت ہو چکے ہیں وہ ساری قوم کے سامنے آئیں اور ساری دنیا کو اُن چیزوں کا علم ہو۔ اُن کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔

آخر میں صرف اتنی عرض کروں گا کہ میری رائے میں ہماری کمیٹی کو یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی نہ مانے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اُس شخص کا نام لے کر کہنا چاہیے کہ جس شخص نے ہندوستان میں ۱۸۹۱ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک نبوت کا دعویٰ کیا وہ کافر ہے اور اس کو کسی لحاظ سے بھی ماننے والے کافر ہیں۔ اور جو جماعت اُس نے بنائی ہے اُس جماعت کو سیاسی جماعت declare کیا جائے، ان کا لٹریچر confiscate کیا جائے۔ اُنھوں نے جو جائیدادیں یہاں بنائی ہیں اس کو اوقاف کا محکمہ لے اور وہ حکومت کی تحویل میں جانی چاہیے۔

جناب چیئرمین: چوہدری جہانگیر علی۔

Ch. Jahangir Ali: Mr. Chairman, Sir, I will like to speak tomorrow.

جناب چیئرمین: In the evening یہ تو آپ شب برأت سے زیادہ خدمت کر رہے ہیں۔ اگر دو تین گھنٹے شام کو دے دیں تو میں آپ کا مشکور ہوں گا، کیونکہ ایک دن ہم شاید meet نہ کر سکیں 4th کو گیارہ بجے سیلون کی پرائم منسٹر آ رہی ہیں، اس لیے شام کو ممبر صاحبان انھیں receive کرنے کے لیے ایئرپورٹ پر جائیں گے پھر 5th کو وہ جوائنٹ سیشن میں ایڈریس کر رہی ہیں۔ کل شام کو پریذیڈنٹ صاحب کے لڑکے کا ولیمہ ہے، وہاں بھی کافی ممبر صاحبان نے جانا ہے۔ چار کو پھر اسٹیرنگ کمیٹی ہے۔ Attorney-General will address on the 5th morning. Every thing should be completed; that is why I have made a request.

چوہدری جہانگیر علی: سر! میں بہت مختصر سا وقت لوں گا۔

Mr. Chairman: I request for the evening. مجھے دو تین اور صاحبان نے بھی کہا ہے۔ Mr. Abbas Hussain Gardezi will be addressing in the evening.

چوہدری جہانگیرعلی: سر! میں کل تقریر کرلوں گا۔

Mr. Chairman: Dr. Muhammad Shafi, Mr. Ali Ahmad Talpur, nothing to add?

آپ نے دستخط کر دیئے ہیں۔ رندھاوا صاحب شام کو\چوہدری برکت اللہ صاحب! ملک سلیمان صاحب! شام کو ٹھیک ہے ۔ غلام فاروق، nothing. Sardar Aleem is the which; he will speak last of all.

Yes, Begum Nasim Jahan.

بیگم نسیم جہاں: جناب والا! میرے صبر کی داد دیں۔

Mr. Chairman: Dr. Bokhari wanted to prove that Masih, when he will come, will be a Syed. You should try to prove that he will be a woman.

Begum Nasim Jahan: Yes I know.

آپ میرے صبر کی داد دیں۔ ریکارڈ میں خواتین کو اس قدر گالیاں دی گئیں، ان کی بابت اس قدر بری باتیں کہی گئیں، لیکن چونکہ میجارٹی نے فیصلہ کیا کہ ہم ایک لفظ نہ بولیں، اٹارنی جنرل کے through بولیں، میں چپ کر کے بیٹھی رہی، کھڑی نہیں ہوئی۔ میں نے جو سوالات اٹارنی جنرل صاحب کو دیئے، وہ questions بھی کمیٹی نے نامنظور کیے۔ اس کے بعد جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ میں نے یہ اعتراض اٹھایا کہ کوئسچن کمیٹی میں کوئی خواتین ممبر نہیں ہیں تو وہ بھی ماننا ٹھیک نہ سمجھا گیا۔ عورتوں کو اس قدر گالیاں پڑی ہیں۔

جناب چیئرمین: بیگم شیریں وہاب ممبر تھیں۔

بیگم نسیم جہاں: نہیں، جناب! بیگم شیریں وہاب اسٹیرنگ کمیٹی کی ممبر تھیں، وہ کوئسچن کمیٹی کی ممبر نہیں تھیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

میاں محمد عطا اللہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں بیگم صاحبہ کو یقین دلاتا ہوں، چونکہ میں بھی اتفاق سے کوئسچن کمیٹی کا ممبر ہوں، وہاں دوسرے ممبر صاحبان بھی موجود تھے، وہ بھی اس بات کی گواہی دیں گے کہ خواتین کی بالکل کوئی بے عزتی نہیں کی گئی، کوئی گالی نہیں دی گئی، قطعاً کوئی نازیبا لفظ عورتوں کی نسبت استعمال نہیں کیا گیا۔

بیگم نسیم جہاں: مجھے تو اپنی بات ختم کرنے دیں۔ جناب والا! میں نے چار پانچ سوالات عورتوں کی بابت کیے، وہ بھی کوئسچن کمیٹی نے مناسب نہ سمجھے اور رد کر دیئے گئے۔ میں اب اپنا یہ اعتراض ریکارڈ میں لانا چاہتی ہوں کہ یہ سوالات کوئسچن کمیٹی نے رد کرنے تھے اور وہ سوالات کمیٹی کو کسی صورت میں پسند نہ تھے۔ عورتیں آپ کی بہنیں ہیں، بیویاں ہیں، مائیں ہیں، دادیاں ہیں، نانیاں ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! آپ میرے صبر کی داد دیں، میں نے اپنے منہ سے ایک لفظ نہ بولا، اور اب بھی آپ نے بلایا ہے اس لیے کھڑی ہوئی ہوں۔ میں اپنے اس اعتراض کو بالکل جائز سمجھتے ہوئے یہ کہتی ہوں کہ عورتوں کی جو بے عزتی ہوئی ہے اگر اس کا ریکارڈ کبھی باہر نکلا تو کوئی عورت بھی اسے برداشت نہیں کرے گی۔ اس اعتراض کے ساتھ میں بیٹھ جاتی ہوں۔

Mr. Chairman: Thank you very much.

پروفیسر غفور احمد: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن ممبران کے سوالات شامل نہیں کیے گئے تھے ان کو راہبر کمیٹی میں invite کیا گیا تھا تاکہ وہ اپنا اطمینان کر لیں۔ اگر محترمہ بیگم نسیم جہاں صاحبہ کو عورتوں کے ساتھ اتنی ہی ہمدردی تھی تو پھر کمیٹی میں حاضر کیوں نہ ہوئیں۔ میں کمیٹی میں موجود تھا۔ چیئرمین راہبر کمیٹی نے کئی مرتبہ ان کا نام پکارا لیکن وہ وہاں موجود نہ تھیں اس لیے اب ان کی شکایت جائز نہیں۔

ے خیال زاغ کو بلبل سے برتری کا ہے
غلام زادے کو دعویٰ پیغمبری کا ہے
بُت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

ان جعلی نبیوں نے کیا فرمایا ہے؟ اور یہ فرمانے سے پہلے یہ اپنے مقام کو بھی جانتے تھے کہ ہم کتنے پانی میں ہیں، ہمارا سیاق و سباق کیا ہے۔ لہٰذا فلسفہ یہ تراشا گیا کہ شانِ رسالت کو گھٹایا جائے تاکہ جعلی نبوت کی شان جو ہے وہ بڑھ جائے، حتیٰ کہ یہ برابر آ جائے، معجزات سے ارتقا کریں۔ شان عیسیٰ علیہ السلام کو کم کیا گیا، یہاں تک کہ افترا پردازوں نے ان پر افترا پردازی کی۔ نعوذ باللہ زبان اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ان کی نانیاں اور دادیاں ایسی تھیں۔ اور ایسا بھی یہ کیوں کیا گیا؟ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں مجہول النسب ثابت کرنے کی کوشش کی گئی؟ جناب اسپیکر! قرآن کریم اللہ کا ایک قانون ہے جو کہ یونیورسل لاء ہے، جو کہ آفاقی اور ابدی قانون ہے، ازلی قانون ہے، جس کو کبھی موت نہیں آ سکتی۔ وہ قانون ہے کہ نبی کبھی مجہول النسب نہیں ہوتا۔ نبی کا جو سلسلہ نسب ہے وہ ہمیشہ واضح ہوتا ہے اور دنیا میں۔ جو بھی نسلیں انسان کی بستی ہیں، نبی ان میں ارفع ترین خون، ارفع ترین روایت، پاکیزہ ترین خون، پاکیزہ ترین خاندان کا فرد ہوتا ہے تو اسے یہ انعام ملتا ہے، اسے اس قابل سمجھا جاتا ہے۔ سلسلہ نسب کی بلندی۔ جناب اسپیکر! یہ بھی دلیل ہے اور یہ بھی ایک انعام ہے۔ مجہول النسب لوگوں پر یہ انعام آ ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ میں ابھی قرآن کریم کی آیت سے ثابت کروں گا۔ ان لوگوں نے اپنے جعلی نبی کو سہارا دینے کے لیے تیشہ چلایا، وہ نسب پر چلا، اس لیے کہ ان کے پاس اپنا نسب نہیں تھا۔ دیکھیے، ''برہانِ احمدیہ'' میں فرماتے ہین کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ میں پارسی النسب ہوں۔ یعنی ان کو یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ پارسی النسب ہیں یا نہیں، حتیٰ کہ پارسی سے اپنے

راؤ خورشید علی خان: بات یہ ہے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں اپنی کہتا رہوں اور دوسروں کی نہ سنوں۔

جناب چیئرمین: ان کا یہ پوائنٹ ٹھیک ہے۔ آپ اپنی تقریر سن نہیں سکتے۔

راؤ خورشید علی خان: آپ جو حکم دیں گے میں وہ مجھے سنائی نہیں دے گا۔ بہرحال حکم حاکم مرگ مفاجات۔

بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ اس مسئلہ پر جو قادیانی حضرات نے اور لاہوری پارٹی نے اور اس کے علاوہ ہمارے محترم علماء حضرات کی طرف سے مولانا ہزاروی کی طرف سے مولانا مفتی محمود کی طرف سے پیش کیا گیا اس کو پورے غور کے ساتھ سنا ہے۔ جو باتیں ہوئی ہیں ہم نے بڑے غور سے سنی ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ میں ہر روز بالکل وقت پر آتا رہا ہوں لیکن میرا خیال یہ ہے کہ میں نے مکمل ناغہ کوئی نہیں کیا۔ بعض دن تاخیر سے آتا رہا ہوں۔ لیکن میں نے ہر روز بلا ناغہ ایک ایک بات کو سنا۔ اور پہلے سے جو معلومات ہیں، ان کی روشنی میں جو کچھ میں عرض کروں گا، وہ بھی اس میں شامل ہوں گی۔

یہ مسئلہ بہت ہی بڑی اہمیت کا حامل ہے، نہ صرف اس لیے کہ اس کا تعلق ہمارے دین سے ہے، ہمارے ملک کی سلامتی سے ہے، بلکہ میں اگر یہ کہوں تو بے جا نہ ہو گا کہ اس ملک کی بقا سے بھی اس کا تعلق ہے۔ اس کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اگر ہم نے اس معاملے میں اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی، تو نہ صرف یہ کہ اللہ میاں ہمیں معاف نہیں کریں گے بلکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ ہمیں بڑی سوچ بوجھ کا ثبوت دینا چاہیے، پورے غور وخوض کے ساتھ، کسی ڈر اور لالچ کے بغیر، خدا کو حاضر و ناظر جان کر خالصتاً اسلامی نقطۂ نظر سے اور ملک کی سلامتی اور بقا کے نقطۂ نظر سے اس پر غور کرنا چاہیے، ورنہ مجھے ڈر ہے جناب چیئرمین صاحب! کہ آخرت کی بات

میں تو شاید کچھ عرصہ لگے، گو اس کا بھی کچھ پتہ نہیں کہ اگلے لمحے ہمارے ساتھ خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آ جائے۔ ابھی میں پچھلے دنوں اپنے حلقہ نیابت کا مختصر سا دورہ لگا کر آیا ہوں۔ میری ان معروضات میں وہ اطلاع بھی شامل ہے جو میں نے براہِ راست اپنے حلقے میں ایک چھوٹا سا دورہ لگا کر حاصل کی ہے۔

جناب والا! اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان قادیانی حضرات اور لاہوری پارٹی نے ختم نبوت کے سلسلے میں جو رویہ اختیار کیا ہے اور ایک جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا ہے یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے امت کے اندر اتنی بڑی خلیج اور اتنا بڑا انتشار پیدا کر دیا ہے کہ اگر اس قسم کا انتشار پیدا نہ کیا جاتا تو بہت ممکن ہے کہ امت میں آج جو جو ایک انتشار نظر آتا ہے اس میں بہت حد تک کمی ہوتی اور ساری دنیا کا مقابلہ ہم احسن طریقے پر کر سکتے تھے اور اس ملک کی جہاں تک بات ہے یہ تو اب بحرانوں کی سرزمین بن کر رہ گیا ہے۔ پہلے ہی بحرانوں سے دو چار تھا، اب مزید یہ بحران پیدا کیا گیا ہے اور اس وقت immediate cause جو ہے وہ بھی ان فتنہ گروں کا پیدا کیا ہوا ہے۔ غضب خدا کا، ایک اتنی قلیل اقلیت اور اس کو یہ حوصلہ ہوا کہ اس نے ہمارے طلباء کے اوپر حملہ کیا۔ ظاہر بات ہے کہ اتنی قلیل اقلیت کو از خود یہ حوصلہ اور ہمت نہیں ہو سکتی۔ یہ کسی کی شہ پر کیا گیا ہے۔ یہ ملک کے خلاف سازش ہے، اور جناب بھٹو نے میرے خیال میں یہ بات صحیح کہی کہ یہ بین الاقوامی سازش کا کوئی حصہ معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے اس کی بڑی اہمیت ہے اور ہمیں پورے غور و خوض کے ساتھ اس کا جائزہ لینا چاہیے۔

جناب والا! اس سلسلے میں اس کا تھوڑا سا پس منظر بیان کرنا چاہتا ہوں جس سے مجھے پورا یقین آیا اور باتوں کے علاوہ کہ یہ کیوں غلط کار لوگ ہیں اور ان کا نبوت کا دعویٰ کیوں جھوٹا ہے اور ختم نبوت کے انھوں نے جو معنی پہنائے ہیں، یہ کیوں غلط ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں جب مغلوں کی حکومت ختم ہوئی، اس میں جب زوال آیا، انگریزوں نے قبضہ کیا تو اس وقت یہ جو ایک مرحلہ تھا یہ ایک نازک مرحلہ تھا۔ جو علمائے حق ہیں انھوں نے اس بات کا جائزہ لیا کہ مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی ہے، ایک کافروں کی حکومت برسراقتدار آ گئی ہے۔ اسلام چونکہ مکمل دین اور ہر چیز کا اس میں انتظام ہے اور اس میں جذبہ جہاد پر اتنا بڑا زور دیا گیا ہے کہ اگر ہم اس کو مضبوطی سے تھامے رکھیں تو مسلمان غلام نہیں ہو سکتا۔ اس وقت اس تحریک کے جو بانی مبانی تھے، سید احمد شہید بریلوی اور دیگر حضرات، جنھوں نے اس تحریک کی رہنمائی کی، انھوں نے اس تحریک کو اس قدر منظم کیا کہ بنگال سے لے کر سرحد تک اور باقی قبائلی علاقے تک اس تحریک کو چلایا اور بنگال کے اور پٹنہ اور بہار کے لوگ جا کر وہاں لڑے ہیں یہاں سکھوں کے ساتھ پشاور میں اور دوسرے علاقوں میں، اور اس طریقے سے انھوں نے اس تحریک کی آبیاری کی ہے۔ تمام تر زور اس بات پر تھا کہ مسلمان محکوم نہیں ہو سکتا، مسلمان غلام نہیں ہو سکتا، اور اگر مسلمان غلامی سے دوچار ہو تو اسے جذبہ جہاد کے تحت تن، من، دھن، سب کچھ قربان کر دینا چاہیے اور اس کو ایک آزاد منش آدمی کی سی زندگی بسر کرنی چاہیے۔ غلامی اس کے لیے لعنت ہے۔ غلام کی حیثیت میں مسلمان، مسلمان نہیں رہتا اور وہ اسلام کے فرائض کو پورا نہیں کر سکتا۔ یہ اتنا بڑا مسئلہ تھا کہ انگریز کے لیے یہ ایک بڑا معمہ بن گیا۔ انگریز اپنی حکومت کو مستحکم کرنا چاہتا تھا۔ لیکن دوسری طرف اس قسم کے، میں کہوں گا، نہتے لوگ، جن کے پاس کوئی جائیدادیں نہ تھیں، کوئی ذرائع نہ تھے مخصوص قسم کے، بلکہ جو متمول لوگ تھے وہ تاریخ میں آیا ہے کہ ان کے لیے باطل پرست، خود پرست، مفاد پرست قسم کے علماء سے مکے مدینے تک سے فتوے منگائے گئے۔ یہاں سے بھی غلط قسم کے علماءِ سُو سے انھوں نے فتوے لے لیے جہاد کے خلاف اور اس بات کے حق میں کہ ان، اس حکومت کے دوران امن قائم ہو گیا، اس

کی اطاعت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود تحریک چلانے والے لوگ ان فتووں سے متاثر نہ ہوئے لیکن کچھ متمول لوگ ان غلط فتووں کے بھرے میں آ گئے اور انھوں نے ایک حد تک انگریزی حکومت کو قبول کر لیا۔ لیکن عام لوگ، بھوکے ننگے قسم کے لوگ جذبۂ جہاد سے سرشار تھے، انھوں نے اپنا پیٹ کاٹ کر اس تحریک کی آبیاری کی اور اس کو روپیہ فراہم کیا اور اس کو ٹوٹے پھوٹے ہتھیار فراہم کیے اور اس طریقے سے انگریز کا ناطقہ بند کر دیا۔

میں مزید تفصیل میں نہیں جانا چاہتا، میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مرحلہ وہ تھا کہ جس وقت انگریز کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا شخص ہاتھ لگے کہ جو یہ جہاد والی بات کو منسوخ قرار دے دے کیونکہ اس نے ہمارا ناطقہ بند کر دیا ہے اور یہ ہماری حکومت کے اندر استحکام پیدا نہیں ہونے دیتا۔ اس وقت ایسی شخصیت کی ضرورت پڑی کہ جو اس جہاد کو حرام قرار دے دے اور جہاد جب حرام قرار دے دے تو بس، مسلمان پھر عیاشی کے اندر پڑ جائے گا۔ وہ نہ اسلام کے لیے لڑے گا اور نہ ملک و ملت کے لیے قربانی دے گا۔ پھر کوئی کافر بے دین جو بھی چاہے اگر اس پر حکمرانی کرے، جائیدادیں دے، بس وہ حکمرانی کرتا رہے۔ تو گویا یہ شکل جب پیدا ہوئی تو اس وقت پھر مرزا قادیان پر ان کی نظر پڑی۔

ہنٹر بڑی مشہور شخصیت سول سروس کی ہے۔ سب حضرات کو علم ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے "انڈین مسلمان"۔ اس کے اندر ان تمام چیزوں کی تفاصیل آئی ہیں۔ اس نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہوئی تو ہنٹر صاحب نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ یہ جو ہم نے علماء سے فیصلے لیے تھے یہ سب ناکام ہو گئے۔ شاہ ولی اللہ صاحب یا شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی، جنھوں نے اس جہاد میں حصہ لیا اور اس طرح سے تحریک کو آگے بڑھایا، تو ان کو ہنٹر صاحب نے خود نبی کے لفظ سے یاد کیا

ہے تاکہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات ڈال دی جائے کہ بڑا قسم کا عالم جو ہے وہ نبی بھی بن سکتا ہے۔ اس طریقے سے مرزا قادیان نے رفتہ رفتہ (جس کی تمام تفاصیل آپ کے سامنے آ چکی ہیں اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے) چھوٹی اسٹیج سے آخر نبوت کا اس نے دعویٰ کر دیا، اور سب سے بڑی دو باتیں اس نے کیں: ایک جہاد کی منسوخی اور ایک یہ آیت کہ ''اولی الامر منکم'' اس کی غلط تعبیر کہ اطاعت کرو خدا کی اور رسول ﷺ کی اور اولی الامر منکم کی، جو تم میں سے ہو۔ تو یہ قادیانی لوگ جو تحریف کے استاد ہیں (جیسا کہ مولانا ہزاروی صاحب نے بھی اس کا ثبوت بہم پہنچایا ہے) تو وہ ''منکم'' کو تو ہڑپ کر گئے اور اس آیت کے غلط معنی کیے کہ بس جو بھی حاکم ہو، چاہے کافر ہو، اس کی اطاعت کرو۔ ان دو چیزوں پر انھوں نے سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ اب اس معاملے کے اندر ظاہر بات ہے کہ مسلمان کے پاس ایک ایسی کتاب ہے قرآن کریم کی شکل میں کہ اس میں کوئی تحریف نہیں کر سکتا۔ جو تحریف کرتا ہے وہ پکڑا جاتا ہے، مارا جاتا ہے اور قرآن کریم قیامت تک کے لیے محفوظ ہے اور اللہ میاں نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ اس کی موجودگی میں اور احادیث صحیحہ کی موجودگی میں مسلمانوں کو اس بات کا قائل نہیں کیا جا سکتا کہ جہاد منسوخ ہو سکتا ہے یا وہ ''اولی الامر منکم'' میں سے ''منکم'' کو نکال کر ہر کافر اور بے دین حکومت کے وہ غلام رہ سکتے ہیں۔

اس کے بعد جناب والا! اب آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو معروضات پیش کی ہیں ان سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ سامراج کی خدمت کے لیے سامراج نے یہ پودا خود کاشت کیا تاکہ امت مسلمہ میں تفریق پیدا کی جائے اور امت مسلمہ کے اتحاد اور اتفاق کو ختم کیا جائے، اسلام کی یکجہتی کو ضرب کاری لگائے جائے۔

اب آخر میں جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اس مسئلہ کے حل کے لیے کوئی تجویز پیش کرنی چاہیے تو تجویز جناب! یہ ہے کہ جب تک کہ ان قادیانیوں کے دونوں گروہ،

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: میں یہ چھوڑ دیتا ہوں۔

Mr. Chairman: I cannot agree to this principle.

چوہدری جہانگیر علی: جناب چیئرمین! اس کمیٹی کے سامنے جو کچھ شہادت پیش ہوئی ہے، دراصل بحث کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس شہادت پر جو اس ہاؤس کے سامنے آئی ہے، زیر بحث قراردادوں کی روشنی میں ممبر صاحبان اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ لیکن جو چیز ریکارڈ پر آ چکی ہے اگر کوئی فاضل ممبر اس پر اظہار خیال کرنا چاہے تو میرے خیال میں دوسرے ممبر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اس پر اعتراض کرے۔

Mr. Chairman: I cannot agree to this principle.

چوہدری جہانگیر علی: صاحبزادہ صفی اللہ صاحب کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے۔ جس وقت اسی قسم کے الزامات مرزا ناصر احمد لگا رہے تھے۔ کیا اس وقت انھوں نے اس قسم کا پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا؟

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: میں نہیں کہتا ہوں۔

چوہدری جہانگیر علی: جناب! ہم نہیں چاہتے تھے کہ اس قسم کا میٹریل ریکارڈ پر آئے۔ ہم بہت صبر کے ساتھ اور جذبات کے ساتھ قابو پا کر یہاں بیٹھے رہے اور مرزا ناصر احمد اور عبدالمنان عمر کی یہ باتیں سنتے رہے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ خدانخواستہ اس ہاؤس میں اس قسم کی بات ہو جو انتشار کا موجب بنے۔ بہرحال اگر کوئی فاضل ممبران گواہان کے بیانات کا اپنی تقریر کے اندر حوالہ دینا چاہیں تو میرا خیال ہے اس پر اس قسم کی پابندی نہیں لگنی چاہیے۔

Mr. Chairman: I am not in a position to agree.

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: چلو، رولنگ ہے، سپیکر صاحب کی ہے۔ میں صرف اس ضمن میں کہوں گا، تفصیل میں جانا نہیں چاہتا ہوں۔ ہم جو مسلمان ہیں۔ ہم دین سے واقف ہیں جو مناسب جواب ہے اس ہاؤس کے سامنے ہمارے علماء ایک پمفلٹ کی شکل میں لائیں اور ہماری رہنمائی فرمائیں۔

کرنل حبیب احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو تقریریں ہوئی ہیں اور جو حضرات اپنا موقف بیان کر رہے ہیں وہ اب تمام کی تمام کتابوں کی شکل میں باہر آ جائیں گی اور اس کا زبردست تمام دنیا میں پروپیگنڈا ہو گا اور ہماری آئندہ آنے والی نسلیں اس کو پڑھیں گی۔ یہ ایک مثبت ریکارڈ ہے اور تا قیامت رہے گا اور اس کو تاریخ اور دنیا کی کوئی چیز مٹا نہیں سکے گی۔ اور ہم بھی یہ توقع کر رہے تھے کہ چوہدری صاحب اور ہمارے دوسرے کئی دوستوں نے یہاں پوائنٹ آؤٹ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ہمارے علماء کرام جو یہاں تشریف رکھتے ہیں، مولانا صاحبان جو ہم سے بہت زیادہ اسلامی تعلیم رکھتے ہیں، ہم اس بات کو admit کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن کسی نے یہاں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں کیا یا دوسری صورت میں پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا۔ میں نے اپنی کم عقلی کے باوجود پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ انھوں نے یہاں فرمایا تھا کہ اگر یہاں کوئی عالم بیٹھا ہے جو عربی جانتا ہے۔ وہ یہ سمجھے گا کہ عربی میں زیر، زبر، پیش سے کیا مطلب ہوتا ہے اور کیسے مفہوم تبدیل ہو سکتا ہے۔ ہمارے یہ علماء کے لیے اتنا بڑا چیلنج تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی نہیں اٹھا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے جواب میں............

جناب چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر پیش کر لیا ہے تشریف رکھیں۔

کرنل حبیب احمد: عباسی صاحب جو تقریر فرما رہے ہیں وہ نہایت مدلل اور convincing ہے۔ اب میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ریکارڈ پر بھی آئے گی۔ یہ تاریخ ہے اور

ایک اسلامی تاریخ ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ انھوں نے جو جواب یہاں دیے ان دلائل کو زیر بحث نہ لایا گیا۔ ان کے موقف کو جو نہایت خطرناک تھا، ان کے جوابات کتاب کی شکل میں کیوں نہیں آئے۔ چونکہ میرا بیٹا اور اس کا بیٹا، ہماری نسلوں کی نسلیں بھی ان کو پڑھیں گی، ہمارے علماء کے بیانات پڑھیں گے، تو وہ اپنے ذہن میں کیا تصور پیش کریں گے۔ مثلاً میں یہ کہتا ہوں کہ جو عباسی صاحب نے فرمایا وہ درست فرمایا ہے۔ ہمارے کئی دوست اس طرف بیٹھے ہیں اس وقت یہ پوائنٹ آؤٹ کیا لیکن کوئی بات نہیں بنی۔ اور ہمارے ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے ایک ایسی معیاری ایڈووکیسی کی کہ جس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ میرے نزدیک وہ بھی مجھ سے زیادہ عالم ہوں گے۔ لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ ہمارے علماء میں اس قسم کا کوئی مذاکرہ ہوتا تاکہ ہم کو بھی پتہ ہوتا۔ میں سنی ہوں لیکن خدا گواہ ہے اگر ہم سنی ہیں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم سنی ہیں۔ یہ میری اپنی بات ہے۔

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! ذرا مجھے عرض کرنے دیں، میری بات بھی سن لیں۔ یہ بات اس وقت ریلیونٹ ہوگی کہ مولانا مفتی محمود صاحب اور کسی اور آنریبل ممبر کے دو عقائد ہوں۔ ایک ان کا سیاسی عقیدہ ہے اور ایک ان کا مذہبی عقیدہ ہے۔ جب مذہبی عقائد کے متعلق ریزولیشن لائیں گے کہ مولانا مفتی محمود کے مذہبی عقائد ٹھیک نہیں ہیں تب یہ ٹھیک تھا اور اس وقت یہ بحث ریلیونٹ ہوگی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپس میں یہ لڑتے ہیں کہ شعیہ نے سنی کے متعلق یہ لکھا۔ اور سُنی نے شعیہ کے متعلق یہ لکھا۔

It appears that this discussion is not relevant. They should not try to prove Shia and Sunni; they just wants to prove their case; that is the evidence which they adduce in respect of their claim. All the sects are unanimous so far as the Qadianies are concerned. This is on record. All the schools of thought are unanimous. We are sitting here to determine the status of Qadianies, not to talk either against the Shia or Sunni or any other sect.

صاحبزادہ صفی اللہ: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات کرنل صاحب نے جو فرمائی کہ اس کا کسی نے جواب نہیں دیا، اصل میں کرنل صاحب کو شاید یاد نہیں ہے کہ چیئرمین صاحب نے فیصلہ سنایا تھا کہ گواہوں پر جرح کے دوران سوائے اٹارنی جنرل صاحب کے کوئی جواب یا تقریر نہ کرے۔

جناب چیئرمین: میں جواب دے رہا ہوں کہ وہ ختم ہو گئی۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ..........

جناب چیئرمین: وہ ختم ہو گئی۔ عباسی صاحب! شروع کریں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: جناب والا! یہ ریکارڈ میں آئے گا کہ علماء نے ناصر کا جواب نہیں دیا۔ ناصر احمد نے قطعیات کا انکار کیا، ناصر احمد نے ہر بات کو ٹالا۔ اور یہاں یہ طے شدہ تھا کہ صرف سوالات اے جی صاحب کریں گے، اور یہ بھی طے شدہ تھا کہ اے جی صاحب کے سوا کوئی سوالات نہیں کرے گا۔ لیکن ناصر نے جو کچھ کہا وہ سب غلط کہا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کی تردید ۲۶۰ صفحات کی آ گئی ہے۔ عباسی صاحب! آپ تقریر کریں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: آپ نے تو خود علماء کو پابند کیا، سب ممبران کو پابند کیا ہے کہ اے جی صاحب کے سوا کوئی سوال نہیں پوچھے گا (مداخلت)۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں ریکارڈ جائے گا اور وہاں یہ ہو گا کہ علماء جواب نہیں دے سکے۔ ناصر احمد سب غلط ہے اور ناصر نے سب باتوں سے انکار کیا ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب تشریف رکھیں۔

Maulan Sahib, I do not want to make it a controversy. We are sitting here as a Special Committee. جو کوئی اختلاف ہے مولانا مفتی صاحب سے، Nobody will be allowed to make political profit out of it ۷۲ فرقے ہیں وہ۔ This is not relevant. کچھ تو آپ سوچیں۔ We are not here۔

to debate Brelvi and Whabi. We should not take the debate on that side that Maulana Mufti being hit or Dr. Bokhari. Certain Member do not like it.

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: وہ ختم ہو گیا ہے اور آپ نے رولنگ دے دی ہے۔ رولنگ میں اب بات ختم ہو گئی ہے۔ بار بار نہ دھرائیں۔

Mr. Chairman: This is not relevant. Please continue.

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: جناب والا! یہ بات اب ختم ہو گئی۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ میں یہ بات زیر بحث لانا چاہتا ہوں کہ دونوں فرقے ذاتی طور پر اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں اور ان کے تسلیم کرنے کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس فتنہ کے لیے ریزولیشن ڈرافٹ کرنا چاہیے جس میں احمدیوں کو چاہے وہ کسی فرقہ میں ہو جو اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی صورت میں نبی آ سکتا ہے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: راؤ خورشید علی خان صاحب! راؤ صاحب آپ کے بھی دستخط ۳۷ ممبران میں ہیں میں چیک نہیں کر رہا ہوں، اب وقت کم ملے گا۔

راؤ خورشید علی خان: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ اس کے باوجود ۳۷ ممبر کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے..........

Miangul Aurangzeb: On a point of order Sir. The honourable member has the ear-phones on. He cannot hear. He should take it off.

Rao Khurshid Ali Khan: All right.

Mr. Chairman: The point of order is upheld. It is a valid Point of Order. You may take it off.

Rao Khurshid, yes.

تو یہ اس کے لیے ایک تاویل پیدا کر کے اسے حلال کر کے کھا جائیں۔ تو جناب والا! میں اپنے طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں کوئی جھگڑا نہیں ہے کہ وہ سچا تھا یا جھوٹا تھا (اُن کے اپنے عقائد کے مطابق)۔ جو کچھ میں سمجھتا ہوں وہ تو روز روشن کی طرح واضح ہے اور اس بات میں کوئی تضاد ہے ہی نہیں۔ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ وہ خدا جا کے فیصلہ کرے گا کہ وہ نبوت صحیح تھی، معیار کے مطابق تھی یا نہیں تھی۔ لیکن ہم اپنے طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کو کسی بھی صورت اور کسی بھی طریقہ سے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ کہے کہ میں نبی ہوں۔ وحی ان پر نازل ہوتی ہے، عجیب بات ہے۔ کتاب میں وہ ترمیم کرتے ہیں بلکہ ایک قرآن کریم کی آیت جس میں ارشاد ہے ___ غالباً حدیث شریف یا قرآن کریم کی آیت تھی جو دوران جرح واضح کی گئی تھی جس میں ''میرے پہلے اور میرے بعد'' کے الفاظ ہیں۔ مجھے پتہ نہیں ہے یہ الفاظ حدیث شریف کے ہیں یا قرآن کریم کی آیت ہے جس میں یہ کہا گیا ہے ''نہ میرے پہلے اور نہ میرے بعد۔ نبوت کا جو سلسلہ ہے وہ ختم ہے۔'' بعد والی چیز حذف کر دی گئی ہے۔ وہ کتاب میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح جناب والا! ایک اور طریقہ بھی دیکھیں۔ ایک مسجد ان لوگوں نے تعمیر کی ہے اور اس پر لکھ دیا لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ۔ ہم خوش تھے کہ ہم نے ان کی کمزوری پکڑ لی۔ جب ان پر جرح کی گئی تو غالباً وہ فرمانے لگے کہ یہ کوفی رسم الخط ہے۔ میں حیران ہوں جب تمام دنیا میں کلمے کا ایک ہی رسم الخط جاری ہے اور وہ یہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) تو کیوں خصوصیت کے ساتھ انھوں نے ایک کوفی رسم الخط استعمال کیا۔ تو یہ تمام باتیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ان نیت میں فتور یقیناً موجود ہے۔ آپ بتائیں اگر وہی مسجد قائم رہے، اور جو دین میں آج کل ترقی ہو رہی ہے وہ آپ کی نظروں کے سامنے ہے، لوگ خدا سے مذاق کرتے ہیں، لوگ

رسول سے مذاق کرتے ہیں۔ لوگ اپنے طریقہ عبادت میں اس دور میں بھی میں سمجھتا ہوں اتنے مکمل اور کامل نہیں ہیں جتنا انھیں ہونا چاہیے، پچاس ساٹھ سال کے بعد وہی ایک مسجد ایک عظیم فتنے کی بنیاد بن جائے گی۔

اسی طریقے سے جناب والا! مجھے اس امر کا کامل یقین ہے، میں اس خطرے سے بھی اس معزز ہاؤس کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں، اس آنریبل کمیٹی کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اسرائیلیوں کی طرح احمدیت بھی ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ جس وقت انگریز نے اس فتنہ کی ابتدا کی، ہم نہیں کہتے کہ مرزا صاحب یا ناصر صاحب کی علمیت کسی طریقے سے کم ہے، عالم لوگ ہی پڑھے لکھے لوگ ہیں، جن لوگوں کو کتاب کا علم اور عبور ہوتا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہی اس قسم کی ہیرا پھیری کر سکتے ہیں۔ مرزا صاحب نے یہ جو طریقہ کار جس کی ابتدا جس وقت جن ذہنوں کی کاوش کے نتیجہ کے طور پر ہوئی ان کا اس میں بنیادی مقصد صرف ایک تھا کہ مسلمانوں میں ایک فتنہ پیدا کیا جائے، ایک فتنہ کھڑا کیا جائے۔ اُنھوں نے جو آج اسرائیل کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں، یہ یاد رکھیں، یہ غور طلب بات ہے اور سوچنے کا مقام ہے، آج آپ اسرائیل کو تاریخ سے نہیں مٹا سکتے۔ تمام عالم اسلام ایک طرف ہے، آپ دیکھیے تمام عرب ایک طرف ہیں، اسرائیل کے خلاف صف آراء ہیں، لیکن آج وہ اسرائیل کو نہیں مٹا سکتے۔ جب اسرائیل کا فتنہ کھڑا ہوا تھا اس وقت بھی یہی نوعیت تھی، اس کا بھی یہ یہی مقام تھا۔ ان کے پاس کوئی جگہ نہیں تھی۔ یہی حیثیت آج ربوہ اختیار کر چکا ہے۔ آپ جگہ دیکھیں کہ کسی وقت اسرائیلیوں نے اپنی ریاست کا مطالبہ کیا تھا۔ ان کی ابتدائی شکل، ابتدا کی صورت صرف یہی تھی اور صرف یہی تھی۔

وہ اس فتنہ کو ختم کرنے کے لیے بڑے طویل بیانات اور بڑی طویل جرح کر چکے ہیں۔ میں اس میں اور اضافہ نہیں کرنا چاہتا لیکن میں آپ کی وساطت سے اتنی گزارش ضرور کروں گا کہ ان کو علیحدہ کرنے کے لیے، ان کو نمایاں کرنے کے لیے ہمارے پاس

صرف ایک طریقہ کار ہے کہ ہم آئین میں ترمیم کریں۔ ترمیم صرف اور صرف ان الفاظ میں کریں کہ احمدی فرقہ کے متعلق جتنے بھی لوگ ہیں یا وہ لوگ جو مرزا غلام احمد کو نبی کسی بھی رنگ میں مانتے ہیں، کسی بھی رنگ میں وہ لوگ مرزا کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت دیتے ہیں، وہ غیر مسلم ہیں، وہ مسلمان نہیں۔ ان کو مسلمانوں کا مقام نہیں دینا چاہیے۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح آپ نے ارشاد فرمایا، اس میں شک نہیں ہے اس کے مضر اثرات بھی ہوں گے۔ ایک اتنا بڑا منظم آرگنائزڈ فرقہ جس کو ہم علیحدہ کر کے ایک ٹولے کا رنگ دیں گے، وہ کھلم کھلا ہمارے ملک کے خلاف کام کریں گے۔ یہ ٹھیک بات ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ اس بات پر غور کریں کہ کس تیزی سے یہ مسلمانوں کو مرتد کر رہے ہیں۔ دنیا میں جا کر دیکھیں، جتنے بھی اسلام کے نام پر مشن موجود ہیں، آپ دنیا کے کسی بھی حصے میں جا کر دیکھیں، اسلام کے نام پر جتنے بھی مشن موجود ہیں وہ احمدیوں اور مرزائیوں کے ہیں۔ یہ لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ ملک کے اندر، ملک کے باہر، آپ اگر یہی رفتار ان کی جاری رہی (خداوند عالم اس بات کو جھوٹ کرے) تو مجھے یہ خدشہ ہے کہ بہت ہی قریب مستقبل میں میری قسم کے ضعیف الاعتقاد مسلمان جو اپنے دین سے پوری طرح باخبر اور واقف ہیں، ہوسکتا ہے ان کے دین سے ہٹنے سے ایک وقت ایسا آئے اور آج جتنی بڑی اکثریت ہماری ہے اس سے دو چند، سہ چند اکثریت ان لوگوں کی ہو جائے تو جناب والا! اس فتنے کو ختم کرنے کے لیے آئین میں اس قسم کی ترمیم انتہائی ضروری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

ایک اور بات بھی آپ کی خدمت میں عرض کر دوں۔ میں یہ چاہتا تھا کہ مولانا مفتی محمود صاحب یہاں پر تشریف رکھتے تو میں ان کے سامنے یہ گزارش کرتا اور ان

سے پوچھتا۔ خدا کے لیے مرزائیوں کا مسئلہ جو ہے وہ بالکل واضح طور پر سامنے ہے۔ اس کے لیے خود اس امر کا اعتراف کرنے کے بعد ان سے بحث کرنا یا یہ کہنا کہ اب اس کی گنجائش ہے یا نہیں، اس کو چھوڑیے۔ لیکن جو مواد انھوں نے اس ہاؤس کے سامنے رکھا، ہمارے علماء کرام پر بہت بڑا دھبہ ہے، ایک اتنا بڑا چارج ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اس چارج سے اس دھبہ سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے انھیں اپنے عوام کے سامنے آنا چاہیے۔ آپ کے یعنی مفتی صاحب کے جوابات میں نے پڑھے۔ طویل ڈکشنری جس میں انھوں نے اپنے تمام علم کا ذخیرہ اکٹھا کر دیا تھا، سب میں نے دیکھا، میں نے پڑھا۔ لیکن کہیں ایک جھلک ان چارجز کی، ان کے حقائق کی جو انھوں نے یہاں پیش کیے، خدا جانے وہ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔ اگر وہ جھوٹے بھی ہوں تو عقلی طور پر میں تسلیم کرتا ہوں۔ اب آپ نے اس کی تردید نہیں کی۔ تو میرے پاس کیا جواب ہے۔ میں یہ کہوں کہ ان کے جو دلائل ہیں غلط ہیں جو کہ آپ کے اندرونی فرقوں کے متعلق ہیں۔ کتنی بڑی بات ہے کہ ٦٦٠ علماء کرام، جو دیو بندیوں کے متعلق مرزائیوں نے یہ اپنے بیانات اور جرح میں کہا ہے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ امتی جن میں حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ، جن میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ، جن میں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ہیں، نبوت کے بعد اگر اس ملک میں............

صاحبزادہ صفی اللہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ ایسی باتیں کریں۔ کمیٹی کے سامنے وہ قراردادیں ہیں اور مرزا ناصر احمد کا محضرنامہ یہ ہے۔ گفتگو اُسی پر ہونی چاہیے نہ کہ ہماری طرف سے جو بیان مولانا مفتی صاحب نے پڑھا ہے اس پر گفتگو شروع ہو۔ اگر ایسا ہوا تو ان بیانات کا مقصد فوت ہو جائے گا اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہو گا۔

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: نہیں، نہیں۔ دھراتا نہیں۔ میں اپنے فرائض کی ادائیگی کر رہا ہوں۔ اصل بات میں نے کہہ دی ہے مجھے کہنے دیں۔ یہ ریکارڈ پر آئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں..........

صاحبزادہ صفی اللہ: اس میں فائدہ نہیں ہے نہ یہ موضوع زیر بحث ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ ایک ممبر اٹھ کھڑا ہو کہ تمھارے بیان میں یہ خامی ہے وہ خامی ہے۔ یہ غیر متعلقہ بحث ہے۔

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: اس میں بہت فائدہ ہے۔

جناب چیئرمین: یہاں آپ کا مناظرہ نہیں شروع ہو جاتا۔ یہ کہ ان کا جواب وہ دیں گے۔ ان کا جواب آپ دیں گے ان کا جواب یہ دیں گے۔ Our discussion should be confined to the Resolution before us; not that one is Sunni and one is Shia. We should not talk against any sect. That is not relevant.

چوہدری جہانگیر علی: جناب والا! اس کا مطلب ہے کہ مسلمان صف آراء ہوں......

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے یہی بات کی ہے۔ I am sorry. This is not relevant.

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: مسٹر چیئرمین، جناب والا! میری بات تو سُن لیں۔

جناب چیئرمین: میں بات نہیں سنتا۔ We are not here to throw mud at each other; the only thing to debate is to declare them a minority.

Ch. Jahangir Ali: Sir, this is not throwing of mud.

Mr. Chairman: This is not relevant.

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: یہ ریکارڈ پر موجود ہے۔

Mr. Chairman: I cannnot agree.......

No. 18

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Monday, the 2nd September, 1974

(*Contains No. 1—21*)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Qur'an 2699
2. Qadiani issue-General discussion—*Continued* .... 2699—2824

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD
PUBLISHED BY THE NATIONAL BOOK FOUNDATION, ISLAMABAD

No. 18

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
HE SPECIAL COMMITTEE OF THE
VHOLE HOUSE HELD IN CAMERA
O CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Monday, the 2nd September, 1974

(*Contains No. 1—21*)

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF THE
SPECIAL COMMITTEES
OF THE
WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA

Monday, the 2nd September, 1974

The Special Committee of the whole House met in camera in the Assembly Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at ten of the clock, in the morning, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

QADIANI ISSUE-GENERAL DISCUSSION

Mr. Chairman: I would like to know as to who would like to speak. You wanted some time آپ کی طرف سے آ چکا ہے۔ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو مختصر طور پر کہہ لیں کیونکہ مفتی محمود اور پروفیسر غفور احمد نے 37 ممبروں کے نام لکھ کر دے دیئے ہیں۔

Sardar Moula Bakhsh Soomro: I wanted to say a few words.

Mr. Chairman: Yes, Mr. Soomro.

Sardar Moula Bakhsh Soomro: Sir, every point in connection with Ahmediat has been fully expressed in its entirety and I only associate myself with sanctity and piety of the proposal and I would only express a few words.

Sir, it is now crystal clear that this was a plot and the plot with all its ramifications has been discussed here and after that there can be no two opinions that according to Muslim conception they are nothing but 'Kafir'. That being quite clear, then the conclusion or the step that would be taken after clarification is to have them declared not only as non-Muslims but even their publications and literature should be banned if it is meant that hereafter such religious flare-ups should be ended for ever.

Sir, their expressions are clear; their only target is the 'Shaan' of Hazrat Muhammad (peace be upon him) and they want that 'Shaan' and they feel this the only object to be achieved. So, Sir, their publications should be banned. Sir, sometimes he speaks that "I am Ghulam-i-Ahmad, I am the slave, a humble slave" and in the same breath he again says that he is Muhammad (Peace be upon him) personified and speaks so disparagingly even of As'hab Sidikah, calling himself sometimes personified Hazrat (Peace be upon him), and sometimes he puts himself even above all Nabis in the past. About the status of As'hab Sidikah and the Panjtan and Hussain (Peace be upon him) he calls them as below himself and call them non-entities. He calls Hazrat Ali (Peace be upon him) "murda, mara howa tera Ali". All these things really, Sir, agitate the minds of Muslims. Even during the discussion that went on here in this August House, one had to control and exercise restraint over one-self to see them being spoken so disparagingly and in such a humiliating manner, over whom, our families, our children be "qurban". Therefore, in future such literature should be banned if it is meant really that hereafter there be no religious feuds in this country.

Accoding to their own faith they did not offer prayers of Janaza, even of Quaid-i-Azam, and with open mind said that "he is 'Kafir' or we are 'Kafir', according to their way of faith. Therefore, Sir, just to have the end and termination of this propaganda, the only thing lies that they should be declared as non-Muslims. Government should now declare their Rabwa to be an open city and their propaganda should be banned hereafter. Not only that, Sir, but as per information received, land surrounding Rabwa in their name should not be given to Ahmadias. I think restriction should be imposed hereafter. Any land surrounding Rabwa should not be given to Ahmadis; it shouuld also be banned. If such steps are taken, I feel that as provided in the Constitution that the religion of this country is Islam, then it will be a proof and they will believe that Islam is the religion of this country.

With these few words I just expressed I thank you very much.

جناب چیئرمین: شہزادہ سعید الرشید عباسی!

شہزادہ سعید الرشید عباسی: جناب والا! میں اُس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں جسے پاکستان بننے سے پہلے اور ون یونٹ کے وقت ریاست بہاولپور کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ریاست بہاولپور پنجاب کی سب سے بڑی اسلامی ریاست تھی۔ یہاں اسلام کا بول بالا تھا اور اسلامی قانون نافذ تھے چنانچہ اس سرزمین پر نواب الحاج صادق محمد خان عباسی کے دور میں ایک بڑا اہم واقعہ پیش آیا۔ یہ ایک مقدمہ تھا جو ۱۹۲۶ء میں دائر ہوا اور جو بعد میں ''فیصلہ بہاولپور'' کے نام سے مشہور ہوا۔ مفتی محمود صاحب نے اس فیصلے کا ایک کتابچہ سب ممبر صاحبان کو دیا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ سب صاحبان نے اس کو دیکھ لیا ہو گا۔ جناب والا! فیصلہ بڑا اہم تھا اور یہ فیصلہ اُس وقت ہوا جب ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت نہیں تھی بلکہ انگریزوں کی حکومت تھی۔ اور اُس وقت یہ فیصلہ ایک مسلمان ریاست میں ہوا۔ اور یہ مقدمہ کافی عرصہ تک چلتا رہا۔ آخر سات فروری ۱۹۳۵ء کو منشی اکبر خان نے جو اس وقت ڈسٹرکٹ جج تھے، اس کا فیصلہ سنایا۔ فیصلہ کیونکہ بڑا طویل ہے میں اس میں جانا نہیں چاہتا۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ ون یونٹ بننے کے بعد ریاست بہاولپور ختم ہو گئی اور ہمارے ساتھ نا انصافی محض اس لیے ہوئی کیونکہ ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ بہاولپور کے عوام نے یہ فیصلہ کیا تھا اور اس دن سے

ہمارے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔ وہاں ترقی بند ہو گئی۔ ہم پر ظلم ڈھائے گئے۔ جن صاحبان نے یہ سب کچھ کیا میں اُن کے نام یہاں لینا مناسب نہیں سمجھتا۔ بہرحال بہاولپور کے عوام باخوبی جانتے ہیں کہ انھوں نے کیا کیا۔ جب یحیٰی خان کی حکومت تھی تو یہ افسران جو اس وقت یہاں موجود تھے انھوں نے فرید گیٹ کے پُرامن جلوس کے اوپر گولی چلائی۔ وہ صاحبان باخوبی جانتے ہیں کہ اُن کا مقصد کیا تھا۔ یہ فیصلہ بہاولپور کے مسلمانوں نے قادیانیوں کے خلاف کیا اور اس کی سزا آج تک ہمیں مل رہی ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ حکومت اس بات کو مدنظر رکھے گی۔ ہمارے ساتھ جو کچھ زیادتیاں ہوئیں اور اس فیصلے کے بعد جو سلوک ہوا اور ہمیں جو سزا ملی، اور اب میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے ساتھ بہتر سلوک ہو گا۔ ہماری سزا ختم ہو گی۔ پاکستان بننے کے ۲۷ سال بعد آج اس ہاؤس میں یہ فیصلہ ہو رہا ہے اور جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے اور جہاں تک بہاولپور کے عوام کا تعلق ہے، ہمارے لیے یہ فیصلہ آج سے ۴۰ سال پہلے ہو چکا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ جو فیصلہ ہوا ہے وہ صحیح ہوا ہے۔ اور میں آج بھی اس پر قائم ہوں۔ اور میں اس کی پوری حمایت کرتا ہوں۔ اس کی پوری تائید کرتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ادنیٰ خادم ہوتے ہوئے آج تک اس پر قائم ہوں اور تا دم مرگ قائم رہوں گا۔

جناب چیئرمین: عباسی صاحب! ایک گزارش کر دوں، اُس دن بھی عرض کیا تھا کہ ہم close door سیشن کر رہے ہیں اس میں ایک چیز لازمی ہے کہ ہر چیز کا solution بتائیے کہ اقلیت قرار دینے سے کیا فائدہ ہو گا، کیا نقصان ہو گا۔ اگر نہ دیں تو کیا نقصان ہو گا، کیا فائدہ ہو گا، کیونکہ ہم یہاں with realistic approach بیٹھے ہوئے ہیں، اس لیے آپ نے دونوں سائڈ پر کہ کون سا ریزلیوشن adopt کریں جو کہ کافی ہو، ملک جعفر کا کریں یا کوئی اور، یا کوئی نئی proposal دیں۔

Now the discussion should be in the form of some proposals, suggestions and solutions____We have heard much about everything____in order to lessen the burden on the Sterring Committee, which will meet on 4th or 5th to finalise the recommendations in the light of the debate that has taken place. So, I will request the honourable members to come forward with concrete proposals, and they must look towards all the aspects that in case they are declared as a minority, what would be the consequences, and in case they are not declared as a minority, what would be the result and consequences. This should be kept in view.

Sardar Moula Bakhsh Soomro: Point of information. As you just said that those who speak should suggest remedial measures or consequential result after such steps, if this is the object which I have been able to understand, in that case you will allow me a few minutes more to express my views on that line. I will just, in my humble way, suggest a few things as desired by you, Sir.

Mr. Chairman: Sahibzada Safiullah.

Dr. S. Mahmood Abbas Bokhari: Point of information.

Mr. Chairman: Just a minute, I have given the floor to Sahibzada Safiullah.

صاحبزادہ صفی اللہ: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک بڑا اہم اور سنجیدہ مسئلہ ہے اگر اس پر ممبران صاحبان تحریری طور پر تجاویز دیں تو یہ زیادہ موزوں ہوگا کیونکہ زبانی طور پر کئی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو کہ انسان کے ذہن سے نکل جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین: لازماً تحریری طور پر ____ کیونکہ یہ ایک نیشنل پرابلم ہے لیکن ایسی باتیں جو کہ ان کتابوں کا حصہ نہ ہوں ان کو یہاں زبانی طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ممبر صاحبان لکھ کر دینا چاہیں تو وہ لکھ کر بھی دے سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتاب وسنت کی رُو سے بعض چیزیں رہ گئی ہیں جو کہ بحث میں شامل نہ ہوسکیں، بالخصوص

مقام نبوت ہے کہ نبی کی qualification کیا ہوتی ہے۔ کتاب الہدا میں نبی کا مقام کیا ہے؟ آیا کوئی آدمی اس مقام پا سکتا ہے یا نہیں پا سکتا؟ یہ ایک بنیادی نکتہ ہے جو اس بحث میں نہیں آیا۔ جناب والا! کیا میں اس موضوع پر چند ایک باتیں عرض کر سکتا ہوں؟

جناب چیئرمین: کس نے آپ کو روکا ہے۔ اڑھائی مہینے سے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ تمام لوگوں کو پوری آزادی ہو گی وہ اپنی رائے کا اظہار تحریری طور پر یا زبانی طور پر کسی بھی طریقے سے کر سکتے ہیں۔ میں نے تو صرف suggestion پیش کی ہے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: شکریہ۔

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: صدرِ گرامی! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم مسئلہ پر بولنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ باوجود اس کے کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ضمن میں میں اپنے خیالات جو اتنی لمبی کارروائی سننے کے بعد میں نے جمع کیے ہیں میں انھیں ظاہر نہ کروں.......... جناب والا! مناسب تو یہ تھا کہ میں اس ضمن میں ایک طویل کتاب..........

جناب چیئرمین: اس گھڑی کا کچھ کریں۔ اسے table سے اٹھا لیں۔
It always creats disturbance in the House.

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: ....آپ کے سامنے پڑھ کر اس ہاؤس میں پیش کرتا۔ لیکن جناب والا! میں وہی معروضات پیش کروں گا جو کہ میں نے اس ہاؤس کی طویل کارروائی سننے کے بعد اپنی رائے قائم کی ہے، حالانکہ جناب مولانا غوث ہزاروی صاحب جو کہ ختم نبوت کے سلسلے میں بڑے پرانے مجاہد ہیں اور انھوں نے اس ضمن میں تحریری اور زبانی طور پر جو خدمات انجام دی ہیں وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں، ان کے ارشادات اس ضمن میں میں آخری اور کافی سمجھتا ہوں۔ لیکن میں اپنے طور پر یہ محسوس کرتا ہوں کہ جناب والا! اب یہ کوئی جھگڑا ہی نہیں رہا کہ احمدی نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں یا

نہیں، کیونکہ ان کے ان طویل بیانات میں جو فاضل جرح اٹارنی جنرل صاحب نے ان پر فرمائی ہے، ان کے جوابات میں انھوں نے کسی جگہ بھی یہ نہیں کہا کہ مرزا صاحب نبی نہیں ہیں۔ ایک عجیب بات ہے کہ لاہوری جماعت جو ان کا ایک حصاری فرقہ ہے جن کے متعلق میرا اپنا ذاتی خیال تھا کہ وہ مرزا صاحب کو آخری نبی نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں یا جو کچھ سمجھ لیجیے یا نبی سے کم درجہ والے، لیکن جرح کے دوران میں حیران ہوا کہ کیسی صفائی اور کیسے عجیب و غریب انداز سے انھوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ مرزا صاحب یقیناً (معاذ اللہ) نبی ہیں۔ دراصل ان دونوں کا آپس میں جھگڑا یا مخالفت کہ لاہوری اور ربوہ گروپ یا فرقہ، ان کا آپس میں جھگڑا نہیں ہے کہ مرزا صاحب نبی ہیں یا محدث ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب جو کہ مرزا صاحب کے بڑے قریبی دوست اور ساتھی تھے اور وہ صرف اپنے آپ کو ہی صحیح جانشین سمجھتے تھے، جب جانشین کا سوال پیدا ہوا تو بشیر الدین صاحب کہ جو اس وقت سولہ، سترہ یا اٹھارہ برس کے تھے انھیں صرف اس بنا پر کہ وہ مرزا صاحب کے لڑکے ہیں، جانشین کر دیا تو مولانا محمد علی صاحب نے اپنے ہم خیال لوگوں کو علیحدہ کر دیا کیونکہ یہ ان کی طبیعت کے خلاف تھا۔

جناب! مجھے ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔ قرآن کہتا ہے، خدا کہتا ہے، اور خود نبی کریم ﷺ کا اپنا ارشاد ہے کہ وہ ہر طریقے سے آخری نبی ہیں۔ جناب والا! کسی کا باپ ہوتا ہے۔ یہ عجوبہ بات ہے کہ باپ کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک دوسرا باپ اور ایک تیسری قسم کا باپ۔ اور اگر نبی کے متعلق یہ تاویل لی جا سکتی ہے کہ نبوت کی کئی قسمیں ہیں اور کئی درجے ہیں (معاذ اللہ) خدا کے بھی کئی روپ ہوں، ان کے عقیدہ کے مطابق، تو پھر ہم کس طرح اس بات کو تسلیم کریں کہ خدا وحدہ لاشریک ہے۔ اس کی کوئی قسم تو نہیں ہو سکتی۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ وہ کون سی نبوت کی قسمیں ہیں۔ مجازی نبی، حقیقی نبی، شرعی نبی اور غیر شرعی نبی۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ یہ کسی جانور کو کھانا چاہیں

ربوہ والے اور لاہور والے، ان کو غیر مسلم اقلیت اگر قرار نہ دیا گیا تو مسئلہ حل نہ ہو گا، بلکہ خدانخواستہ، خدانخواستہ، خدانخواستہ اس ملک کے اندر ایسا بحران پیدا ہو سکتا ہے کہ اس کو قابو میں لانا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ ہم پہلے ہی بہت سے بحرانوں سے دوچار ہیں اور اب ہمیں کسی نئے بحران کو دعوت نہیں دینی چاہیے، ورنہ ہم خود پھر اپنے ساتھ دشمنی کریں گے۔ اس میں مذہبی طور پر تو جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ جو امت کا اتحاد ہے وہ قائم رہے گا، تفریق اور انتشار ختم ہو جائے گا، اور سیاسی طور پر ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے اب یہ قادیانی مسلمانوں کے نام پر جو کلیدی اسامیوں پر قابض ہیں اور جو قبضہ جمائے ہوئے بیٹھے ہیں، ان سے ان کو ہاتھ دھونے پڑیں گے، ان سے یہ محروم ہوں گے۔ اور اب یہ جو اکھنڈ بھارت کے خواب دیکھ رہے ہیں اور اس ملک کی سلامتی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور ان کو خدانخواستہ توڑنا چاہتے ہیں تو پھر وہاں قادیان کو لوٹنا چاہتے ہیں تو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے یہ دونوں مقاصد حل ہو سکتے ہیں اور یہی میری تجویز ہے اور میں یہ التجا کرتا ہوں تمام ہاؤس سے جناب چیئرمین! آپ کے ذریعے کہ ان کو ضرور غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اسی میں ملک و ملت کا فائدہ ہے، پاکستان کا فائدہ ہے، تمام امت مسلمہ کا فائدہ ہے، اور ہم ایک مزید بحران سے بچ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر محمود عباس بخاری۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونستعینہ وصلی اللہ علی اشرف الانبیاء و خاتم النبیین ابوالقاسم محمد بہ آلہ الطاہرین و اصحابہ المخلصین۔ جناب سپیکر! آج کا عنوان بڑا ہی نازک عنوان ہے اور میں پوری کوشش کروں گا کہ کہیں پر بھی اپنی حدود سے تجاوز نہ کروں لیکن دل خون ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ضرب کاری لگانے والوں نے اور جنون کا تیشہ چلانے والوں نے جو نخل چنا ہے، جس درخت پر یہ ....

Mr. Chairman: I would request the honourable speaker that, instead of words it should be matter, because we are concerned with the matter, the substance.

یہ الفاظ جو ہیں ناں خوبصورت الفاظ یہ کل بھی استعمال ہو سکتے ہیں، پرسوں بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ today it should be matter.

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: سر! میں آ رہا ہوں گندے الفاظ کہاں سے لاؤں۔ میرے الفاظ تو شاید آپ کو پسند نہیں لیکن کیا کروں زبان کی خامی سمجھ لیجیے میری۔

Mr. Chairman: Everbody can understand.

Dr. S. Mahmood Abbas Bokhari: May I be permitted to continue?

Mr. Chairman: You are permitted to continue. Come with proposals.

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by (Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi)]

Dr. S. Mahmood Abbas Bokhari: Madam Deputy Speaker, with your permission....

Madam Acting Chairman: Yes, you can continue.

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ تیشہ چلانے والوں نے، کلہاڑی چلانے والوں نے جس چیز پر کلہاڑی چلائی، جس چیز پر اپنی منافقت کا تیشہ چلایا، وہ بذات خود نخل رسول ﷺ تھا جس کے بارے میں قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے ''اے میرے محبوب! اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو یہ کائنات پیدا نہ کرتا۔'' جس دریدہ دہنی سے اور جس ڈھٹائی سے ناموس رسالت ﷺ پر حملے کیے گئے ہیں، میڈم سپیکر! میں تھوڑی سی

اجمالاً اس پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے شاید میرا نقطہ نظر غلط ہو، جس پہلو سے آئمہ قرآنی اور معرفت ربانی میں جس پہلو سے اس کو نمایاں کرنا چاہیے تھا شاید ابھی تک اسمبلی کی بحث میں مقام رسالت ﷺ کو اور ناموس رسالت ﷺ کو نمایاں نہیں کیا گیا۔ جب تک یہ بتایا نہ جائے کہ مقام ختم المرسلین ﷺ کیا ہے، مقام نبوت کیا ہے، مقام رسالت کیا ہے، جناب سپیکر! یہ ناممکن ہے کہ تعین کیا جا سکے کہ جھوٹا نبی کیا ہے اور اس کا مقام کیا ہے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ محترم عباسی صاحب بڑی اچھی تقریر فرما رہے ہیں، لیکن اس ایک جملے میں انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ قرآن میں ہے کہ ’’اے پیغمبر! تم کو میں پیدا نہ کرتا تو میں یہ ساری کائنات پیدا نہ کرتا۔‘‘ یہ قرآن میں نہیں۔ ’’لولاک لما خلقت الافلاک‘‘ روایت میں بھی ضعف ہے، لیکن مفہوم صحیح ہے۔ قرآن میں نہیں ہے۔ یہ میں نے اس لیے عرض کر دی کہ کوئی اعتراض نہ کرے۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری:

قلندر جز دو حرف لا الہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہ شہر قارون ہے لغت ہائے حجازی کا
الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گوہر سے

جناب سپیکر! میں آگے بڑھتا ہوں، اس پوائنٹ آف آرڈر کی دلدل سے نکل کر۔

محترمہ قائم مقام چیئرمین: لیکن انھوں نے تو آپ کی تصحیح کی ہے، وہ تو آپ مان لیں ناں۔

ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری: اچھا جی، میں آگے بڑھتا ہوں۔ تو بات مقام رسالت کی میں کر رہا تھا۔ میرا یہ مقام نہیں کہ میں مقام رسالت کا تعین کروں، نہ میرے پاس اتنا علم ہے۔

نہ میں عارف نہ مجدد نہ محدث نہ فقیہ ہوں
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام

لیکن اپنی ادنیٰ سمجھ سے جو آیات قرآنی کے آئینے میں جناب سپیکر! میں نے مقام رسالت دیکھا ہے، میں اس ایوان میں وہ پیش کروں گا۔ ضمناً یہ عرض کر دوں کہ انگریز کا یہ خود کاشتہ پودا مسلمانوں کی میراث پر ضرب کاری لگانا چاہتا تھا، دو جہت سے۔ ایک جہت تھی جہاد جسے قرآن میں قتال کا نام دیا گیا ہے اور جس سے انگریز بہادر ہمیشہ خائف رہا۔ اور دوسری جہت بھی حب رسول ﷺ۔ انگریز جانتا تھا کہ حب رسول صلی اللہ علیہ و سلم ایک ایسا پیمانہ ہے، ایک ایسا مرکز ہے، ایک ایسا مرکز ثقل ہے کہ اگر یہ مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے تو مسلمان ہمیشہ ایک مضبوط اور قائم امت کی صورت میں اس صفحہ ہستی پر برقرار رہیں گے۔ اس نے چاہا کہ اپنی اس مملکت کی حفاظت کے لیے جس میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا، مشرق سے مغرب تک تھی، انگریز کا یہ ارادہ ہوا، اس نے یہ پالیسی بنائی اور یہ اس وقت کی جو condition تھی، جو حالات تھے، اس وقت جو سیاسی حالات تھے، ان کے مطابق انگریز نے اپنی سوچ میں صحیح سوچا۔

اس کے علاوہ جناب اسپیکر! ایک بات اور آئی۔ مہدی سوڈانی حضور مقبول ﷺ کا نام لے کر اٹھے اور انھوں نے انگریز کے خلاف جہاد کیا۔ اسی صدی میں چودھویں صدی کے آخر میں انگریز کو یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ سوادِ اعظم کا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی موعود آئیں گے لہٰذا شاید اصلی مہدی بھی آ جائے۔ اس نے پیش گوئی کے طور پر اپنا ایک نقلی مہدی تیار کیا، جیسا کہ میں ابھی اپنے بحث سے ثابت کروں گا کہ یہ مہدی کیوں کر نقلی تھا۔ جس طریقے سے شان رسالت مآب ﷺ پر ان لوگوں نے حملے کیے ہیں وہ ناقابلِ برداشت ہیں۔ کوئی بھی مسلمان جس میں حمیت ہے، جس میں غیرت ہے، جس میں اخلاص کے لہو کا ایک بھی جائز قطرہ باقی ہے، وہ ان کے اس لاف و گذاف کو برداشت نہیں کر سکتا۔